مسلمانوں کے لئے
نئ تخلیق کی کتاب

از

فل گوبل و نسیم منیرّ

حقوق ناشر بحق فل گوبل اور نسیم منیرّ محفوظ

فہرست کتب

اوّل.. زمین کی جانچ
دوئم.. نئی تخلیق کا سیدھا راستہ
سوئم.. نئے تخلیق کردہ مسلمان کی دعائیہ زندگی
چہارم.. نیا تخلیقی اعتراف
پنجم.. نئی تخلیق کی زیارت
ششم.. نئے خلق شدہ مسلمانوں کے لئے گھر میں
مسجد اور مسیحی مدرسہ کس طرح شروع کیا جاسکتا ہے

فرہنگ
شرح

کتاب اوّل : زمین کی جانچ

سچائی کی آپ اپنے گھر میں کس حد تک پذیرائی کرتے ہیں ؟

کیا آپ ہمارے باپ حضرت حضرت ابراہیم کی مانند ہیں ؟
جب تین آدمی اس کی رہائش گاہ پر پہنچے ،
حضرت ابراہیم جان گیا کہ وہ اصل میں کون ہیں۔
انسان کے بھیس میں فرشتے ،
گرچہ اُسکی گھر بیوی کافروں کی طرح ہنس رہی تھی
پھر بھی ہمارے باپ حضرت ابراہیم نے
ان کے پیغام کے لئے
اپنا دل کھولا(۱) (نوٹ نمبر ا دیکھیئے)

کسان اور چار قسم کی زمین

مختلف لوگوں کا سچائی کی طرف مختلف ردّ عمل ہو تا ہے
جیسے جب ایک کسان بیج بو تا ہے
مختلف قسم کی زمین مختلف ردّ عمل ظاہر کرتی ہے۔

مثل مشہور ہے

فرض کریں کہ ایک کسان بیج بونے کے لئے جاتا ہے
جیسے ہی کسان نے بیج بوئے
کچھ بیج راہ کے کنارے گرے
اور پرندوں نے آکر انہیں چگ لیا
کچھ بیج پتھریلی زمین پر گرے
جہاں پر وہ جلدی ہی اُگ آئے
لیکن جب سورج نکلا تو
زیادہ مٹی نہ ملنے پر جڑ نہ پکڑی

اور جلد سوکھ گئے
اور کچھ بیج جھاڑیوں میں گرے
اور جھاڑیوں نے بڑھ کر انہیں دبا لیا
اور کچھ بیج اچھی زمین پر گرے
اور اُگے اور بڑھے
اور بڑھ کر پھل لائے
کچھ سو گنا
کچھ ساٹھ گنا
اور کچھ تیس گنا

مثل کی توضیح

سچائی، بونے والے کے ہاتھ سے نکلے ہوئے بیج کی مانند ہیں
وہ کان جو سچائی سنتے ہیں
مختلف قسم کی زمینوں کی مانند ہیں
جن پر بونے والے کا بیج گرتا ہے
سمجھ نہ رکھنے والے کان سچائی سنتے تو ہیں
لیکن شیطان آتا ہے اور
راہ کے کنارے پرندوں کی مانند
سچائی کو اڑا لے جاتا ہے۔
اور جیسے ہی سچائی سننے والے کے دل میں بوئی جاتی ہے
بے ثبات کان سچائی سن تو لیتے ہیں
اور خوش ہو کر خوش آمدید بھی کہتے ہیں
لیکن سننے والے کی خود کوئی پائدار جڑ موجود نہیں ہوتی
اور وہ قائم نہیں رہتا
جب سچائی کی خاطر کوئی بحران اور
ستائے جانے کا وقت آتا ہے

تو اس قسم کا سننے والا ایک دم گر جاتا ہے
اور اپنی خواہشوں میں بٹے کان کلام سنتے تو ہیں
لیکن دُنیا کی فکریں
اور لبھاتی دولت
اور زندگی کی راحتیں
کانٹوں کی مانند ہیں جو بڑھ کر سچائی کو دبا لیتی ہیں
اور سننے والے کے اندر قطعی کچھ پیدا نہیں ہوتا
بحر کیف، سمجھ بوجھ رکھنے والے کان، کلام سنتے ہیں
جیسے اچھی زمین بیج حاصل کرتی ہے
اس قسم کا سننے والا اچھی پیداوار لاتا ہے۔
جیسا کہ سو گنا، ساٹھ گنا اور تیس گنا
زیادہ سننے والے اس سے سچائی پا سکتے ہیں
جس کے پاس نیچے دی گئی مثل کی سچائی سننے والے
کان ہوں، تو وہ سنے!

ابنِ ضال

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک مومن تھا
جسکے دو بیٹے تھے
چھوٹے بیٹے نے آکر کہا
اے باپ مال کا جو حصہ
جو مجھ کو پہنچتا ہے
وراثت کے مطابق
مجھے دے دے
باپ نے اپنا مال متاع
اپنے بڑے اور چھوٹے بیٹے میں بانٹ دیا
اس شخص کا بڑا بیٹا صاحبِ ایمان
اور پانچ وقت کا نمازی تھا

اور کئی مرتبہ حج کر چکا تھا
اس کی مذہبی ریاضت کے باعث لوگ اسے
عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے
یہ وہ شخص تھا جو مسجد میں
باکمال طریقے سے نماز پڑھتا تھا
اور جب قرآنِ پاک کی تلاوت کرتا
تو لوگ دنگ رہ جاتے

چھوٹا بیٹا غلط راستہ اختیار کرتا ہے

بہت دن نہ گذرے کہ چھوٹا بیٹا
اپنا سب کچھ جمع کر کے
دور دراز ملک کو روانہ ہُوا
وہاں اپنا مال
بد چلنی اور آوارگی
میں اڑا دیا
اور جب سب کچھ ختم کر چکا اور باپ کا دیا کچھ باقی نہ رہا
تو اس ملک میں سخت کال پڑا
اور وہ محتاج ہونے لگا
اور وہ اٹھا اور ایک حربی کے ہاں جا ملازم ہُوا (۲)
اس نے اسکو اپنی زمین پر سؤر چرانے بھیجا
اور اسے آرزو تھی کہ جو پھلیاں سؤر کھاتے تھے
اُنہی سے اپنا پیٹ بھرے
لیکن اس کے ساتھ سؤاروں سے بھی بدتر سلوک کیا جاتا تھا
اور اسے کوئی سؤار کی خوراک بھی نہ دیتا تھا

چھوٹا بیٹا اپنے غرور اور خود ستائی کو ترک کرتا ہے

اور پھر جب اسے ہوش آیا
اور عقل سے سوچنے لگا
جیسے ایک امیر باپ کا حقیقی بیٹا سوچ سکتا ہے
تو اس نے کہا، "میرے باپ کے کتنے ہی مزدوروں کو
افراط سے روٹی ملتی ہے اور میں یہاں بھوکا مر رہا ہوں
میں بھٹکنا ترک کرونگا اور سیدھے راستے پر چلونگا
میں اٹھ کر اپنے باپ کے پاس جاونگا
اور اسے کہونگا
"اے باپ میں نے آسمان کا
اور تیری نظر میں گنہگار ہوں
اب اس لائق نہیں رہا کہ پھر تیرا بیٹا کہلاؤں
مجھے اپنے بیٹے جیسا نہیں بلکہ
اپنے مزدوروں جیسا کر لے"
پس وہ اٹھ کر اپنے باپ کے گھر کی طرف چلا

باپ کے پیار نے ناراستی کو راستی میں بدل ڈالا

اب حج کا مہینہ
شروع ہوا
بڑا بیٹا جو ایک مطمئن دل رکھتا تھا
کچھ وقت پہلے حج پر نہ جانے کا فیصلہ کر چکا تھا۔
چھوٹا بیٹا ابھی دور ہی تھا
باپ نے اُسے دیکھ لیا
اُسے دیکھ کر باپ کو پیار اور ترس آیا
دوڑ کر اپنے چھوٹے بیٹے کو

اپنے گلے لگالیا
اور محبت بھرے دل سے
اسے چومنے لگا
چھوٹے بیٹے نے اس سے کہا
"اے باپ، میں آسمان اور
تیری نظر میں گنہگار ہوں
اس لائق نہیں رہا کہ تیرا بیٹا کہلاؤں"
باپ نے نوکروں سے کہا،
"اچھے سے اچھا جامہ لاؤ اور
اسے پہناؤ
اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی
اور پاؤں میں جوتی پہناؤ
اور پلے ہوئے بچھڑے کو لاکر ذبح کرو
ہم قربانی کریں گے
جیسی کہ عید الاضحیٰ کے وقت کی جاتی ہے (۳)
بیٹے کی نجات کا جشن منایا جائے
جیسا کہ حضرت ابراہیم کے وقت سے اب تک نہ منایا گیا ہو
کیونکہ میرا بیٹا مردہ تھا
اب زندہ ہُوا ہے
کھو گیا تھا
اب ملا ہے"
پس وہ جشن منانے لگے۔

بڑے بیٹے کا غرور اور خودستائی ترک کرنے سے انکار

اب بڑا بیٹا
ابھی مسجد سے واپس ہی آیا تھا

راستے میں جب وہ گھر کے نزدیک پہنچا
تو اس نے باپ اور بیٹے کے
وصال کی آواز سنی
بڑے بھائی نے نوکر کو بلایا
اور ماجرہ دریافت کیا
نوکر نے آکر بڑے بیٹے سے کہا،
"تیرا بھائی صحیح سلامت لوٹا ہے
اور تیرے باپ نے حکم دیا ہے
کہ قربانی دی جائے اور جشن منایا جائے"

اب بڑا بھائی طیش میں آ گیا
اور اندر جانے سے انکار کیا
وہ ایسے دین کو نہیں مانتا
جس میں ایسے کام کئے جائیں
کیا اللہ تعالیٰ ایسا کر سکتا ہے؟ (۴)
کیا اللہ تعالیٰ ایسی باغی جبلت رکھنے والے
بیٹے کو انعام و اکرام سے
نواز سکتا ہے؟
اور نہ صرف یہ بلکہ ایسا بیٹا
جس میں کوئی گن ہی نہ ہو
یا جس نے قطعی طور پر کبھی
کوئی اچھا یا سیدھا کام کیا ہی نہ ہو
۔۔ کیا اللہ تعالیٰ ایسے باپ جیسا کام کر سکتا ہے؟
بڑے بھائی نے تہیہ کر لیا کہ وہ کبھی بھی اپنے باپ جیسا نہ بنے گا
اور باہر اندھیرے میں بیٹھ گیا اور رنجیدہ ہُوا

باپ کے کلام کو نہ جانا

اس وقت بڑے بھائی نے
سمجھا کہ شاید ایک نوکر اسکی طرف آرہا ہو
مگر وہ درحقیقت اسکا باپ تھا
جو خود اس کو سمجھانے آرہا تھا (۵)
تاکہ بڑا بیٹا
عقل سے سوچنا شروع کرے
اور گھر کی خوشی میں شامل ہو
سو اس نے بیٹے کی منّت کی
لیکن بیٹے نے باپ کو جواب میں کہا
دیکھ کتنے برسوں سے ایک غلام کی طرح (۶)
تیری اطاعت کرتا رہا
اور میں کسی جھجک کے بغیر یہ فخر سے کہہ سکتا ہوں
کہ میں نے پوری دلجمعی کے ساتھ
اس گھر کی روایات کو برقرار رکھا
جبکہ میں مسجد سے واپسی پر کیا دیکھتا ہوں
کہ باپ اور مسرف بیٹے کے
وصال کی آوازیں گونج رہی ہیں
کیا مجھے اپنے آپ کو اتنا گرانا پڑیگا
کہ گھر میں داخل ہو کر اس قسم کے میل ملاپ کا حصہ بن جاؤں

باپ کے شخصی کلام کی وراثت اور گراں قدر موت

باپ نے پریشانی کی حالت میں بیٹے کی طرف
پیار سے دیکھا اور کہا

"تمہیں معلوم ہے کہ ایک وصی کو کس قدر
گراں قدر موت سے گذرنا پڑتا ہے
تاکہ اس کی تمام ملکیت وارثوں کو مل سکے
گو کہ تم کہتے ہو کہ تم مجھ سے پیار کرتے ہو
ایک حق بجانب غلام کی طرح
نہ کہ ایک بھروسہ مند حلیم بیٹے کی طرح"
باپ نے اسکے شانوں پر اپنا بازو رکھا اور کہا،
"کیا تم مجھے بالکل نہیں جانتے
کہ ایسے شخص کی خوشی میں نہ شامل ہو سکو
جو کہ صحیح راستے سے بھٹک چکا تھا
مگر اب تجدیدی عمل سے لوٹا
اور راہنمائی پائی
تیری ہی طرح
تیرے بھائی میں بھی فطری جبلت تھی
جو مردہ تھی مگر اب وہ بحال ہوئی ہے
کہ وصال کی بشرت زندگی پائے
اپنے باپ کے گھرانے کے وارث کی طرح "۔ (۷)

کیا آپ تخلیق نو کا دل حاصل کرنے کے آرزو مند ہیں،
ایک چھوٹے بچے کا دل،
دل جو سچائی کو پہچانتا ہو ؟

کیا آپ نے حضرت عیسےٰ المسیح کے بارے میں نہیں پڑھا
کہ وہ "شفاء دیگا ان کو جو اندھے پیدا ہوئے
اور کوڑھیوں کو۔۔۔۔اور مُردوں کو زندہ کرے گا؟ " (۸)
انہوں نے لوگوں کے لئے ایسا کیوں کیا؟

اس واسطے کی زبور میں لکھا ہے
کہ خدا "اپنا کلام نازل کر کے ان کو شفاء دے گا
اور ان کو جہنم کے گڑھے سے رہائی دے گا" (۹)۔
کیا آپ نے نہیں پڑھا
"مسیح، عیسیٰ، یسوع ابن مریم،
اللہ کا رسول تھا، اور اس کا کلمہ" (۱۰)
خدا نے ہمیشہ اپنے کلمے سے پیار کیا
جیسا باپ اپنے اکلوتے بیٹے سے پیار کرتا ہے،
اور اس کا کلمہ ہمیشہ سے
اللہ کی معرفت رہا ہے
جیسے بیٹا اپنے باپ کا پرتو ہے۔
کون کافر یہاں مریم کا نام لے گا؟
وہ محض اپنا جسم مستعار دینے والی تھی،
کیونکہ اللہ کی کوئی بیوی نہیں اور کوئی ماں نہیں اور کوئی شریک نہیں
اسے کبھی کسی انسان کی ضرورت نہیں رہی
وہ ہونے کے لئے جو وہ ہمیشہ سے ہے،
یعنی ایک اور واحد خدا۔

صرف ایک بچے کے دل کی مانند انسان ہی سچائی کو جان سکتا ہے

کہانی کچھ یوں ہے کہ حضرت عیسیٰ جو اللہ کا کلمہ ہیں
ارضِ مقدس میں بہت لوگوں کو شفاء دیتے رہے۔ اور
جب وہ بیٹھ گئے،
ہر متلاشی حضرت عیسیٰ کے پاس
اپنے بچے کو لایا
تاکہ وہ اس پر برکت چاہیں۔
پس، بڑی شفقت سے، حضرت عیسیٰ نے

جو خدا کے دل کے پیار کو منعکس کرتے ہیں
ہر ایک کو اٹھایا
اور ہر بچے کو
باری باری اپنی گود میں بٹھایا۔
اور اسی وقت آپ کے حواریوں نے
بے صبری کے ساتھ مداخلت کی اور والدین سے کہا
کہ ان کو جانا ہو گا۔
لیکن حضرت عیسیٰ بچوں سے پیار کرتے تھے جو، جیسے کہ ہر کوئی جانتا ہے،
بچے حلیمی سے اور پورے دل سے لے لیتے ہیں جو کچھ ان کو دیا جائے۔
چھوٹے بچے ہر شے کو تحفہ سمجھتے ہیں
ایسی شکر گذاری کے ساتھ جیسے وہ خدا کے ہاتھ سے ملی ہو۔
اور نہ کسی ایسے رجحان سے کہ وہ
خیال کریں کہ وہ کسی اچھے کام کے باعث خدا کی مہربانی کے مستحق ہیں،
اس لئے کہ ان کی اپنی چھوٹی سی نظر میں
وہ عقلمندی سے اپنے بارے میں نہیں جانتے
کہ انہوں نے کوئی اچھا کام کیا ہے۔
حضرت عیسیٰ نے کہا،
'چھوٹے بچوں کو میرے پاس آنے دو
اور انہیں منع نہ کرو۔
کیونکہ ایسے لوگ جو ان جیسا دل رکھتے ہیں
خدا کی بادشاہی ان کی ہے۔
میں تم سے بالکل سچ کہتا ہوں،
جو کوئی بھی
ایک چھوٹے بچے کی طرح
خدا کی بادشاہی کو
قبول نہ کرے
وہ اس میں ہرگز داخل نہ ہو گا' (۱۱)

اس وقت سے سچائی نقول میں گم نہیں ہو گئی ہے
بلکہ باپ کے سچائی کے شخصی کلام کو
چھوٹے بچے بھی پہچان سکتے ہیں

حضرت عیسیٰ کو اپنے لوگوں سے ایک تکلیف تھی،
کہ وہ صحیح تفسیر کو دبا دیتے تھے
جو کہ الہامی نوشتوں میں انکی آمد کے بارہ میں تھے۔
تاہم، جنہوں نے کوشش کی کہ اللہ کی کتاب کے مکاشفہ کو چھپا دیں (۱۲) کامیاب نہ ہوئے
جیسا کہ ۱۹۴۷ء میں ایک مسلمان بچے نے ثابت کر دیا
جب اس نے بحر مردار کے طومار دریافت کئے۔
عبرانی بائبل کی ہر کتاب (سوائے ایک کے) کے نہایت قدیمی حصے
تحریری نسخہ جات کی شکل میں مل گئے،
اور شک وشبہ کرنے والے عالم شرمندہ ہوئے
جو بائبل کے صحیح ہونے اور قابل اعتبار ہونے
اور غلطی سے مبرا ہونے پر حملہ آور رہتے تھے۔ (۱۳)

کیا آپ قدیم انبیا کو پڑھنا چاہتے ہیں
ایک چھوٹے بچے کے حلیم دل کی طرح؟ (۱۴)